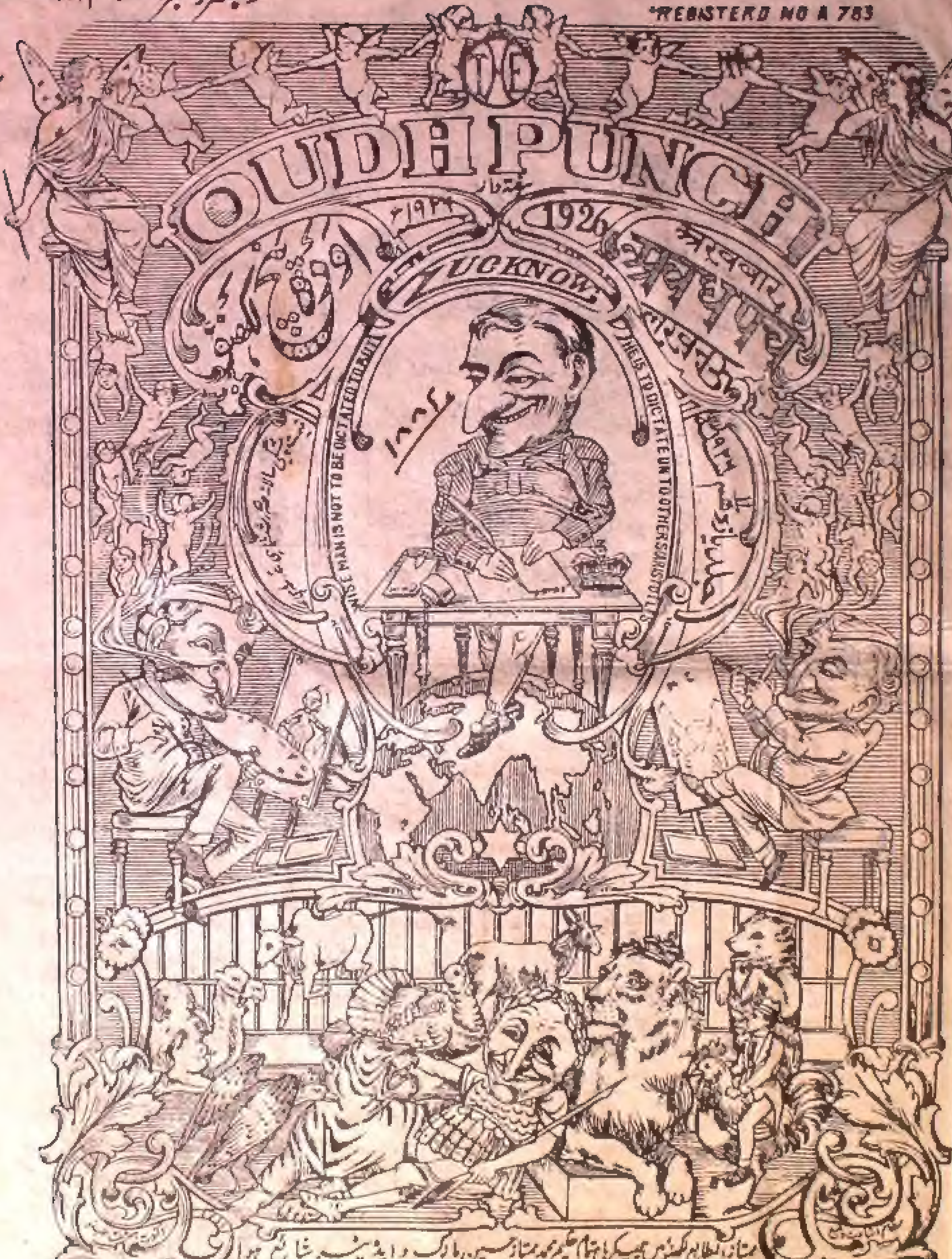
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERD NO A 783



جلد ۱۱ — نمبر ۵

مضامین غیر

(پنجشنبہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۶ء)

اینگلو انڈین شاعری

مینے اُس سے جب کہا آیا ہون دل بائی ڈیر
کو دے پھر تم مین کیسا آج مسٹر پوور رٹ
مغربی تہذیب نے ایسا کیا ان پر اثر
دانگو سردی میں آیا اور بطلے کل سفید
دولوی سے بن گئے صاحب یہ دیکھو انقلاب
کل جو اٹے جیل جو آتا تھا پہلے مین نظر
ساتھ میرے وہ گئے زندہ عجائب گھر جو کل
وہ نہ بالکل پڑھ سکا اک حرف تو مجکو لکھا
بے اجازت گھس جو آیا تھا رقیب روسیاہ

چھینکے بو لا وہ بت بے مہر پوپٹ اٹ ڈیر
پائینگے تنخواہ دوہری کیونکہ جب یہ پنشن ایر
میرے پیارے کی جگہ کہتے ہین اب مائی ڈیر
دور سے دیکھا تو مین سمجھا کہ ہے یہ گوٹ بیر
ابتو شربت کے عوض پیتے ہین وہ جنجر بیر
انکو صاحب نے بنایا ہے گاڑی کا ڈرائیور
شیر کو دیکھا تو بولے رو کے آئی ڈونٹ فیر
پھر سے خط لکھو ذرا مائی ڈیر اس سے فیر
ایک دھکا دیکے اسکو یون کہا یو گو ڈیر

حال جب کلکتہ جانے کا بیان اُس سے کیا
ہو کے جو جیکا وہ بولا دٹھاٹ ڈو یو کیئر

راقم۔ مرزا غائب لکھنوی

غزل

چشم سیہ کو نرگس شہلا نوشتہ اند
جائینگے وہ سفر کو سنا ہے کہ ریل مین
ادہر سے خط کو دیکھ کے اتراتے ہے رقیب
بالکل لکھا کہ ہانکی دغیرہ الحواس ہی
موٹر کے پیچھے اُنکی جو اُڑتی ہے خاک اے
پنڈت سے مین نے کھانے پہ ہوٹل مین کل کہا
مغرب مین اب دکھائینگے مشرق کے حسن کو
اب کونسل کی ممبری کرنے چلے ہین شیخ
پیرمغان کو سب مین زیادہ ملینگے ووٹ
سنکر جناب شیخ وسوامی کی وعظ کو
ہندوستان مین ہندو و مسلم کا شور ہے
سنگھٹن کا قول ہین ہے تو تبلیغ کا کہین

موئے کمر کو آپ کی عنقا نوشتہ اند
عشاق اسکو ناقۂ لیلےٰ نوشتہ اند
کھول اور پڑھ کر مجھکو وہ ابا نوشتہ اند
واعظ کو رند دیکھیئے کیا کیا نوشتہ اند
گرد و غبار محمل لیلےٰ نوشتہ اند
مینو مین بیف اور پٹاٹا نوشتہ اند
شیرین و کو ہکن کا ڈرامہ نوشتہ اند
وہ زک اٹھائینگے جسے مرنا نوشتہ اند
رندا سکی کامیابی کا پٹا نوشتہ اند
زیر دم خران طویلہ نوشتہ اند
یوروپ مین اسکو کھیل تماشا نوشتہ اند
اسکو قرار فرشکم تا نوشتہ اند

سوراج کی ہوس کو بس اب دور کیجئے
جاپانیان عجود و بہ رشیا نوشتہ اند

یوروپ کی سیر کو بھی چلین گے حسن کبھی
پیرس کو رشک جنت ماوےٰ نوشتہ اند

از حسن یار جنگ حسن
سیف آباد۔ حیدرآباد دکن

سہرا بتقریب عقد مولوی معراج الحق ابن حکیم ولی حاج الحق صاحب فرنگی محلی

(از نتیجۂ فکر رئیس الشعرا حکیم ابو الغیث محمد مسیح ارادت انصاری فرنگی محلی لکھنؤ)

ہو کے نوشاہ کے رخسار پہ لمبا سہرا
بن گیا عیش کے دالان کا کھمبا سہرا

بیلے کی لڑیون مین دست کی ہین لڑیان پیوست
اچھا خاصہ نظر آتا ہے گو مبا سہرا

بل کے دم طرہ کی یہ صاف بتا دیتی ہے
سند عیش پہ ہے دینے کو انڈا سہرا

زلف لیتی ہے جو نوشاہ کے رخ کے بوسے
رشک کے مارے ہی جاتا ہے کنڈا سہرا

گوندھے حضرت بحرین کے موتی لیکر
کیون کہ ہے خادم حرمین کا جھنڈا سہرا

اب یہی ضد ہے نہ چھوڑینگے کبھی بانہ پکڑ
آج چالاک ہے بیٹھے ہین ٹھینگا سہرا

پہلوان غم کا مسرت کے اکھاڑے مین گرا
کس قیامت کا لگا تا ہے اڑنگا سہرا

کانوں پہ طرہ کی بندوق کرین جو پٹکا
اچھا خاصہ نظر آتا ہے تلنگا سہرا

بانٹے تالے جو تھا قرب خوشی کے مارے
بن گیا گو مٹی حسن کا بمبا سہرا

اس برادرزادۂ حاجات کی قدرت دیکھو
چڑھ کے معراج پہ معراج کو پہنچا سہرا

بوجھ بہجت کا بچارے سے سنبھالا نہ گیا
ہو گیا بار مسرت سے خمیدہ سہرا

بڑا در شور کے والد کا نہین آیا نام
لوگ کہتے ہین کہا تھے ادھورا سہرا

حسن کی خوشبو ہر اک گل پہ ہے منھ کے کمان
قیس کا صاف نظر آتا ہے ہنڈا سہرا

غم سے کہدو نہ کرے بھول کے رخ اسکی جانب
دامن گل مین لئے بیٹھا ہے ڈنڈا سہرا

رو دیان عیش و مسرت کی ہے کیا خوب حکیم
حسن نوشاہ ہے خندہ و رو خندہ سہرا

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتاد
کہ تہنیت کیلئے بانی رنڈی کی اولاد

(نمبر ۱)

(تمتہ ۱۸۔ نومبر ۱۹۲۶ء)

مال حرام بڑی چیز ہے۔ پھر اگر اصلی مال حرام ہے تو ضرور اپنے شیدائی کو اونھین

لہ ڈیر (محبوب) کو بمنزل فرسٹ کلہ لار صحا، قانون ۔

لے شادی صمدی ہے ... رس کلہ رقعہ شادی ملاحظہ ہو ... کلہ لازم خاص جو گیا ہے ۔
کلہ رقعہ ملاحظہ ہو ۔ شہ رقعہ شادی سے مراد ہو ولیمہ معراج الحق ۔

راستوں پر کھینچے گا جن گلی کوچوں سے ہوتا ہوا ان تک پہونچا تھا۔ راوی داستاں یا شان پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ

پرستاں زادہ نیا ہے لیکن
اگرچہ ہو زادۂ شہر یار

اور یہاں باپ کی طرف سے رئیس زادہ میں نہ ماں کی طرف سے۔ یا بھی منا جائے۔ رنڈیاں تو عموماً کا کرتی ہیں کہ اولاد کی اولاد خاص التماس مستقر قلعہ کی ہوتی رئیس زادی صاحب بچی ہوتی ہے اس کلیہ کے بموجب ہمارے ممکن گر اگر ہیٹ پال ہو کے رئیس ہیں باپ کی جانب سے رئیس ابن رئیس ہوں تو ہیں کیا معلوم۔ ہر حال مال حرام اکثر براہ حرام سفر کرتا ہے لہٰذا کچھ تعجب نہیں کہ ہمارے بھولے بھالے رئیس نے دفتر رزست یا مانہ کا ٹھاٹھ اور ایسے پینگ بڑھائے کہ ہر طرف سے پانچ ہزار کی رقم نچھاور کی۔ رفیق دلیلیں ہیں ... طبیعت رقیب دیکھتے ہی آنکھوں کو نہ گئیں بیچارہ عیب وہمی درنچ عیب شرعی کے زیور سے آراستہ رنماشے جھکے چھٹے ہوئے گر گئے۔ مزاج کو خوشامد۔ رئیس صاحب نے بوہی ہوتی اکثر فرزن کی ایک ہی سانس میں غٹ غٹ چڑھائی۔ کم ظرفی کی بدولت ہضم نہوئی۔ معدہ میں تشنج ہوا۔ ابکائی آئی کچھ کا نابدان کھولا۔ فرش رشتہ اس ہوا کہ مصاحبوں کو دیکھے۔ خوشبو کی تعریف و توصیف میں غلغلہ بلند ہے اسے کیا کہنا۔ ہائے حضور کا پیٹ اور اوس مچھلی کا پیٹ۔ ساحل کسا یہ پر عنبر کا ڈھیر لگاتی ہے برابر ہے۔ الغرض یکسا یہ واحادث پہنچے والا ...

ان آنکھوں کسی نہیں دیکھا جاتا کہ ایک قرن بیتے چلے گزرا۔ اور ہاں اول تو دیکھئے۔ دولت پانی کی طرح جاتے ہیں۔ قسم ہے حضور کے ایمان کی روح پر فتوح کی ایسا دیر بیٹھے کوئی رئیس نہیں دیکھا۔ دولت جہاد خوشامدیوں کا ہجوم نہ ہو یہ ممکن نہیں۔ کسی کے گرد خوشامدی جمع ہوں اور اوسکا دماغ خراب نہ ہو یہ محال ہے۔ مثل خوش زبان جو دنیے سے گونیا عبر کی نہیں صبا ہو جائیں تو اسی کو عمل دست غیب کہنا چاہئے۔ حضور کا دماغ تین تیں چار مرتبہ نہیں بلکہ آٹھ دس مرتبہ دیوانی دوسرے کی طلسمی ہشت پاکی طرح

اتنا پر عاشق ہیں اتنا شوہر بالی بھی ہے وہ دھاری میں ہے۔ اکثر شیرخوار ہیں اور آپ میں لڑائی چھڑتی ہے۔ کیوں؟۔ اے حضرت شرکت کی وجہ سے۔ یہ دانت لگاتے ہیں اوس چیز پر جو شیرخوارہ کا رزق ہے۔ وہ شرکت پسند نہیں کرتا۔ ہاتھ سے چھڑاتا اور روتا ہے۔ ایک دن بچے کی ماں پر بے سبب رونے کا حال کھل گیا۔ آپ جانئے ایک طرف بچے کی ماتا دوسری طرف سوتا بچے کی جلن۔ کوکو انگ جھڑ کی مانگ میں جدا مچلی ہوئی۔ اوس وقت تو چپ ہو رہیں کچھ دنوں جب باپ وے کے دادا جی سے تمام قصہ کہدیا۔ دادا جی اور بچے کی ماں دونوں کی بیدلی و ناحق روئی نگرانی کوئی معمولی بات نہ تھی حضرت میں وقت پر دھرے گئے۔ ناشدنی اولاد کی گریہ و بکا نے بھی رصد میں خاصی اعانت کی۔ میرا جانی ایک طرف سے بات باقی دوسری جانب سے جھڑ دھمڑے کے تاشے پر تبرو تبرا تھیم حضرت کی یہاں ایسی باندھی کہ خال جند ہی کو نہیں بلکہ دنیا کو اس دودھ بڑھائی کی خبر ہو گئی۔ جو آتا ہے پوچھتا ہے کو جی کیا ہوا۔ اسپار بردان چڑھے اب کیا چاہتے ہو۔ مجبوریں کھواؤ۔ یہ تو آپ کے عقائد کا حال ہوا۔ دیانت کا قصہ راوی غیب داں یوں رقم کرتا ہے کہ حضرت پیشے سرکاری ملازم تھے اس ملازمت میں رشوت کا عمل ایک بکھا ہوا عمل ہے اور کبھی بیٹ ...



ہمہ و برابر
جانے دو مل جانے دو

مصرع ہائے طرح

داغ ... [illegible]

ادھر یہ لوگ بھیجتے اور ادھر کے بگڑ لگا نے لگتا۔ صاحب منتظر ہونگے کہ حضور کے اور گرد رنجیدہ دولا کے علاوہ بھی اختر بیان کرے لمبا تھے۔

حیرت ہوتی ہے ... بیٹے جاتے ہیں ... آوے کے ہمراہ ... نہیں جو تین مفرغ کوش کے نتیجہ ہوتے ہیں ... زری ملاحظہ کیجئے آپ کو ... مناسب ... بیگم کا لگایا ہوا بے میاں کی جیب ... دو جار ... اب خوش آمد کو ... سے کر اپنے شیرخوار بچے کی

آل انڈیا کائستھ کانفرنس کا تینتیسواں اجلاس

[illegible] ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء [illegible]

... صاحبوں ... اجلاس ...

سکریٹری کائستھ کانفرنس کلکتہ

لہذا آپ نے مقدمہ آنکھیں بند کر کے ہاتھ پھیلا دیا۔ آدمی ذری جیالے ہیں مواخذے کی دھمکی میں نہ آئے۔ کمبخت کی غرض اٹکی تو سینہ بھر کی زرکاری کے دام بچا لیے۔ گو رکن کا معاملہ آپڑا تو اپنے گنجے بھر کی میتوں کی مفت بے اجرت قبر کھودنے کا عہدہ لیا۔ شدہ شدہ سرکار میں بھی خبر ہو گئی۔ سرکار کا یہ حال ہے کہ وہ ایسے معاملات میں سترپوشی بھی کرتی ہے۔ کیا مجال کہ غفلت کا الزام رعایا کی طرف سے عائد ہوتا ہے۔ اور یہ الزام چاہے کتنا ہی صریح ہو گوارا نہیں ہوتا۔ مقدمہ گو کن مغرور کے سوتی بھیڑیں جنگ کے بڑی بڑائی یہ اچھا بیان اس ٹھکانے کو پہونچ چکے اب کسی دوسرے ضلع میں جا کر دیکھئے تبادلی کر دی۔ خبردار اب دن دہاڑے آنکھوں میں خاک جھونک کے نہ لوٹنا۔ ہاں رات کے وقت سناٹے میں جو جی چاہے کرو۔ یہی حضرت اب ریاست کے جزو اعظم ہیں۔ دل کے اندھے آقائے ولی نعمت فرما ہیں گنڈھاتے ہیں اور یہ آزادی کے ساتھ اپنا پرانا شغل سرکاری جاری کیے چھلے چھپے رہتے ہیں۔ غریب رعایا کی جہنم میں۔ شکایت کرے تو کس برتے پر، سننے والا کون ہے! وزیر سے جتنی شہر یاست [illegible]۔ اسکے علاوہ نائب مناب کے ماتحت شرافت نساب بھی کسی بات میں اپنے افسر والا خطاب سے کم نہیں ہیں۔ اور کیوں نہ ہوتے بایں معنی کہ حضرت کے بارے میں ابتک افواہ طرح طرح کی ہے۔ یہ کسی کو نہیں معلوم کہ آپ اپنے چچا کے صاحبزادے ہیں یا باپ کے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت کی مادر محترمہ اون تنگ خیال لوگوں میں نہ تھیں جو ساس کے فرزند میں امتیاز پیدا کر کے ترجیح بلا مرجح اور ناانصافی کی مجرم بنتی ہیں۔ نواز شہائے نام سے دیور صاحب بھی اسی طرح مستفید ہوتے تھے جس طرح شوہر۔ ان بعض خصوصیات مذکورہ تھے جنھیں ایک اعتبار سے محبت اور دوسرے اعتبار سے شفقت کہہ سکتے ہیں۔ اسی شفقت کے مبالغے نے شوہر و زوجہ میں شکوک و اوہام بڑھائے لیکن لوگوں کا خیال ہے کہ حماقت کی جاگیر جو ہی شوہر کے پاس نام رہی یعنی

جب رصد و تجسس کے وہم نے خلاقی تک ترقی کی تو ایک دن عالم خیال میں معاملہ گو مگو نظر آیا۔ طیش نے سبز کا یا دو نالی بندوق لے کے تفرق اتصال اور وصل میں ہجر پیدا کرنے پہونچ گئے۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ فیر کر ہی دیا۔ سمجھے تھے کہ گولی حرف علت کی طرح مشدد کے بیچ میں گھس کے دونوں کا تلفظ ٹھیک کر دیگی مگر قبل اسکے کہ بندوق کی نالی اعنٰ ہوز ہ محرمہ جب کی طرح غلطک ہار گئیں اور گولی نقطہ بن کے علیحدہ ہی رہی۔ اس غلطک نے بہر حال زوجہ محترمہ کو خاصا فائدہ پہونچا دیا میاں کو خیال ہوا کہ گولی کے ضرب سے بی بی گر پڑیں۔ اب انہیں دم ورود نہیں۔ آگے مواخذہ کی تنگی کون سہے۔ دوسری نال اپنی توندی کی "ی" پر الف مقصورہ کی طرح کھڑی کر دی۔ اور گھوڑی کی ہمزہ کو جو مسلا تو وہیں ڈھیر ہو گئے۔ چلیے میدان صاف حرف علت ساقط۔ بی بی پلنگ کے نیچے سے لوٹ پوٹ کے صحیح سلامت نکل آئیں۔ آپ جانیے باغ حسن کا "تنہا گل" یہ دیور کے سوا اب کون تھا۔ ننھے ننھے کانٹے کھٹک رہے مشترک بین الاخوین بچے رہ گئے تاریخ میں یوں بھی وارد ہوا ہے کہ گولی کا ریزہ کچھ دھواں ایک بچے کی آنکھ میں لگ گیا دو آنکھوں میں جو آنکھ باپ کے نام کی تھی وہ اوس کے ساتھ سدھاری اور جو چچا کی عنایت کی ہوئی تھی وہ رہ گئی "ایک آنکھ میں لہر بہر، ایک میں خدا کا قہر" اسے مقتضائے عدل سمجھنا چاہیے۔ یہی حضرت ہیں جو مدار المہام کی نیابت فرماتے ہیں بھلا جن بزرگ کا شان نزول یہ ہو اور جن کا چہرہ عیب سے بالکل پاک ہو اون کی حرکات سکنات کا پوچھنا ہی کیا۔ ماشاءاللہ علمی قابلیت کا یہ حال ہے کہ اپنا نام بھی صحیح نہیں لکھ سکتے۔ حضرت کو لوگ "ماموں" کہتے ہیں۔ کیا ہوا سانپ کو بھی لوگ ماموں کہتے ہیں چنانچہ جان صاحب اپنی سوانی کو یوں چڑھاتے ہیں ؎

اوہی سوانی اوسکے دیکھ کے حضرت کا دل میں بیٹھ گیا
چھوٹا موٹا تھا سارا ماموں بل میں بیٹھ گیا

لہذا آئندہ ان حضرت کا جہاں تذکرہ آئے گا وہاں نائب الریاست یا ماموں لکھنے پر قناعت کیجائیگی۔ نائب اور ماموں کا جب سے ورود ہوا قدیم خیرخواہ ملازم کچھ تو خود کنارہ کش ہوئے کچھ نکالے گئے۔ بات یہ ہے کہ اگر اس قماش کے لوگ پیدا نہوں یا تولید نسل کا سلسلہ جاری نہ رکھیں تو شرفا کے سر پر بلائیں کیونکر نازل ہوں۔ عورتیں ایک مثل کہتی ہیں:-

"او ہاؤ بی بی مونڈھا کنبے کا کنبہ بھونڈا"

خدا نہ کرے کہ کسی زخم میں بد گوشت پیدا ہو اپنے ہی رنگ کا گوشت پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ جملہ ذی اثر عمال خیانت ظلم کیا دی نامی گرامی کی یونیورسٹی کے گریجویٹ ہیں جنکے حالات وقتاً فوقتاً بجائے خود لکھے جائینگے۔

جب اہرام مصر تعمیر ہوئے تو بانی اہرام نے اون پر لکھ دیا کہ بنے بارہ برس میں اتنی بڑی عمارت کھڑی کر دی بنتے دیر لگتی ہے بگڑتے دیر نہیں لگتی مگر میں کتنا [illegible]

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۳۲ سنہ ۱۹۳۶ء

[illegible]

بنام

شاہ ال وغیرہ .... مدعا علیہم

[illegible]

اطلاع [illegible]

کہ بنانا اور کرنا کوئی شخص چوبیس برس مین اسے کھو ڈالے تو مین اوسے بڑا جانون۔ افسوس بانی اہرام کے عہد مین یہ شرارہ نہ تھے ورنہ چوبیس برس کیسے ابھی یہ چوبیس گھنٹے مین سارا کھیل لگا کر رکھ دیتے۔ انھون نے سال ہی دو سال مین ریاست کی وہ گت بنائی کہ توبہ بھلی۔ ہر طرف سے داد بیداد کی صدا بلند ہے۔ جسے دیکھیے وہ دردمند ہے۔ خزانہ مین خاک اڑنے لگی۔ اودھم مچ گیا۔ واقعات سفر و حضر وغیرہ وغیرہ۔ غلام و حضار۔ آقا و سردار ترتیب بند ہائے بیہوشی دیا تھی۔ روداد بدقماشی و بدمعاشی کا بیا اب تو کھل ہی گیا۔ جستہ جستہ رفتہ رفتہ ہم بھی نقاشی کرینگے۔ جلدی کیا ہے۔

(ناتمام)

راقم ۔ م ۔ ن ۔ مذاق تجوری

سوامی شردھانند

جس طرح سوامی جی انجہانی دنیا کی کھکھیڑون سے باسانی نجات پاگئے۔ دنیا کے تمام مذہبی آدمی اسی طرح مرنے پر مرتے ہین اور موت نہین آتی۔ آپ ۲۳ دسمبر کو بستر بیماری پر بیٹھے ہوے تھے کہ سفاک قاتل آیا اور ملاقات پر اصرار کرنے لگا۔ آپ نے موت کو پاس بلایا۔ قاتل کو پانی پلایا کہ شاید کچھ تو کینہ کی آگ بجھے۔ مشہور ہے کہ غصہ اور جوش پانی پینے سے ادھورا ہو جاتا ہے مگر یہان پانی کے چھینٹے سے خون کی پیاس کچھ اور بڑھی۔ اور بن بلائے مہمان صاحب نے کینے کی گولی میزبان کے سینے پر لگا کے جان نوش جان کی جب کہین دل ٹھنڈا ہوا۔ تمام تحریر قاتل کی تقریر سے اتنا ہی اندازہ ہو سکا ہے کہ غازی بننے کے شوق نے اس بہادرانہ کام پر انکو آمادہ کیا۔ جو کوئی ایک صید زبون بیمار و ناتوان پر حملہ کرے وہ بہادر نہین تو کیا "رستم بہادر ہوگا" اس قسم کا قتل نہ اسلام کا شیوہ ہے نہ اسلامیون کا۔ ایسے قاتلون کو اگر غازی کا لقب دیا جائے تو یقیناً دنیا بھر کے قزاق ڈاکو قاتل غازی ہین اور ہر ایک جیل خانہ غازیون کا مسکن ہے۔ خدا ایسے غازیون سے دنیا کو محفوظ رکھے۔ ایسے غازیون سے نہ مسلمانون کو فائدہ پہونچ سکتا ہے نہ اسلام کو

جس طرح ملک گیری کی ہوس نے جہاد کو بدنام کیا اوسی طرح یہ غازی مذہبی غزوات کو بدنام کرینگے۔ اور یہ کہا جائیگا کہ اگلے زمانے مین بھی ایسے ہی غازی ہوتے ہونگے۔

کہان ہے وہ اسلام جو اہل ذمہ کے خون بہانے والے مسلمان کو قصاص کے شکنجے مین کستا تھا؟ ؏

واقف نہ ز اسرار دین اسلام زکسی

معلوم نہین جناب قاتل غازی کو بافضل سوامی جی کی زبان سے کیا صدمہ پہونچا تھا جو بستر بیماری پر خونخوارانہ عیادت فرمائی۔ اسوقت نہ وہ دل آزار تھے نہ اسلام کش۔ اپنی تقریرون مین اونھون نے کبھی کچھ کہا ہو تو کہا ہو۔ اگر غیظ یونہین ناک کی نوک پر رکھا ہوا تھا تو اثنائے تقریر مین کیون نہ آیا۔ اور اکیلے سوامی غریب پر کیون آیا۔ کیا معنی کہ مذہبی منادی کرنے والے اب ہندوون مین بہت ہو گئے ہین۔ یہ تو وہی مثل ہوی کہ صاحبزادے چپکے چپکے مولوی صاحب کو کوس رہے تھے۔ لیکن مولوی صاحب نے سن لیا تو جھڑک کے بولے "بیٹا کوستے ہو تو یا اکو کوسو جو ہر کوئی مولوی خانے۔ مین مرگیا تو میری جگہ دوسرا آجائیگا"۔

یہ قتل خوب سمجھ بوجھ کے عمل مین آیا ہے۔ عجب نہین کہ گورکا پیٹ چیٹے اور پیچھے اڑین۔ مگر جب تک قاتل کا مفصل بیان اور بال کی کھال نکالنے والے مفتش اپنا نتیجہ تفتیش نہ شایع کرین اوسوقت تک کوئی کیا سمجھے؟

بہرحال اس شخص نے برا کیا اور بہت برا کیا۔ اور اس کے فعل پر ہم بھی وہی دعا کرتے ہین جو ایک فقیر نے کی تھی۔

نقل ہے کہ ایک سائل نے فقیر سے کہا:۔ حضرت حقیر کو بواسیر کا مرض ہے۔ بسا اوقات ایسی ریاح معدے کی جڑ سے خارج ہوتے ہین کہ کپڑے صاحب بہادر کا استعمال کیا ہوا اخباری کاغذ ہو جاتے ہین۔ دیر تک عفونت دفع نہین ہوتی۔ فرمایئے ایسی حالت کے بعد مجھپر غسل تو واجب نہین ہوتا۔ فقیر صاحب نے جواب دیا نہین بیٹا

تو بے وضو اصلا۔ لیکن لاکثرا لقد امنا ورنہ اتنا سا مثل وہ سب پیدا کرنے سے بہتر ہو تو اچھا ہے۔

سال کے ختم پر یہ آخری پرچا ختم کرتے آخر ہم ورنہ ابھی میل جول جو مشکل سے پیدا ہوا ہے چھوٹ جائیگا۔ مبلغ اور مرشد ہی چاہے تبلیغ اور شدھی کا فرض ادا نہ کر سکین مگر دونون کے فرض ادا ہونے کی راہین بہت سی نکل آئینگی ؏

میر صاحب زمانہ نازک ہے

آخر مین ہماری رائے ہے کہ جناب عبد الرشید غازی نہدی سپہ سالار ہین کے اگر حجازی مظلومون پر وار کرتے تو ثواب زیادہ ملتا اور جس طرح حضرت ابن سعود جلالۃ الملک کے قتل و غارت پر تشکر و امتنان و اطمینان ظاہر کیا جاتا ہے اوسی طرح انکے اس فعل پر بھی بہ نگاہ تحسین دیکھا جاتا۔

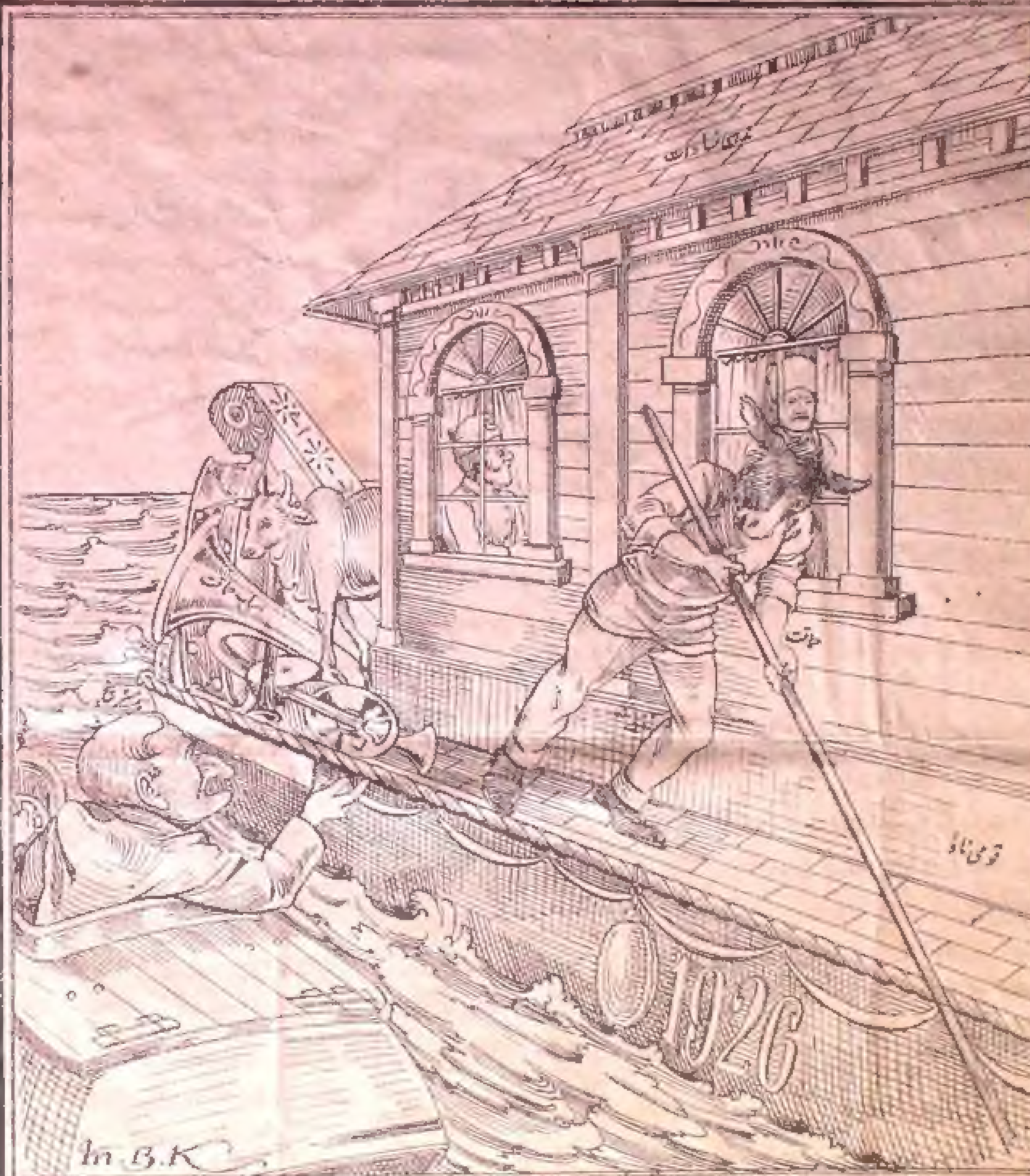
راقم ۔ جھگڑون سے بیزار

دم آخر

یعنی

سن ۱۹۲۶ عیسوی کی ہچکیان

سمندر یا موسیقار ایک چڑیا ہے جسکے بارے مین کئی عجیب روایتین کتابون مین ہین۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ چڑیا دنیا مین اکیلی رہتی ہے جب موت کا زمانہ قریب آتا ہے تو جنگل سے لکڑیان چن کے ایک جگہ ڈھیر کرتی ہے۔ ڈھیر معین مقدار تک ہو جاتا ہے تو اوسپر بیٹھ کے الاپنا شروع کر دیتی ہے۔ آخر کچھ آتشین سُر آپس مین رگڑ کھا کے چقماق پتھری کی طرح سوز دورون کا تماشا دکھاتے اور لکڑیون مین آگ لگا دیتے ہین چڑیا اپنی آہ مین آپ ہی جل جاتی ہے۔ خاکستر مین آبیاری قدرت پھر سے جان پڑتی ہے اور مقررہ زمانے کے بعد پھر سے چڑیا اڑ جاتی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ نہین اس طائر کی پیدایش ہی عنصر آتشی سے ہے آتشکدۂ نمرودی و دوزخ جہنم و آتشکدہ زرتشتی مین اسی نے پھونچ لگایا تھا وہ تو



سال کا خاتمہ اور آخری نصیحت

مذہب ساختہ لیڈر: "گدھا موری نیا پار لگا دے۔"

پنچ: "یارو بس اب اس حماقت کو سمندر پار لیجاؤ۔ گدھا جس ناؤ کا ناخدا ہو وہ پار نہیں لگ سکتی۔"

اب نہین مین گر جوالامکھی پہاڑون کے غار بالفعل اس کا مسکن ہین۔ ہبھی خدا جھوٹ نہ بلائے ہمارا دل یہ کہتا ہے کہ یہ مرغ آتشی ۱۹۲۶ء صاحب جنکی ارتھی کل نکلیگی کل ہی چتا مین آگ لگیگی اور کل ہی راکھ پر آب حیواۃ کی بارش ہو کے میان ۱۹۲۷ء کے روپ مین جنم لینگے۔

انوہ اس ظالم نے کس قیامت کی آگ زمانے مین لگائی! غیر مرتب ہچکیان سنئے سال بھر تک ہندو مسلمان لغو دود آتش رہے اور آخر اس آتش افسردہ کی تہ سے جو بیضہ نکلا اوسنے سوامی شردھانند کی جان لی۔ پہلی ہچکی۔ ہک ہک!! الکشن کی بوچیل سے جو دوندک نکلی تو اوسنے ہندو ہندو کو لڑوا کے شکر قند بنایا مسلمان مسلمان آپس مین لڑ کے بھتا ہوے۔ دوسری ہچکی۔ ہک ہک!! وہ چنگاریان اوڑین کراچی تو یہ۔ میان ابن سعود کے غنڈے جبارون نے حنفیون اور شیعون کے خرمن دل مین لوکا لگایا۔ قلم کے آتشین گرز ابتک شرر فشان ہین۔

دل مرغان گلشن لالہ آسا داغ شد آمد
گل آتش غنچہ اخگر موج رنگ گل شرر آمد

تیسری ہچکی۔ ہک ہک!! چین مین انقلاب کا پڑاقا چھوٹا۔ پڑاقے چین کے آواز بندوق کی۔ چوتھی ہچکی ہک ہک!! انشاء اللہ خواجہ وحاجی مین چاندون والی آتشبازی کا مقابلہ۔ نہ این راخطر نہ آن راظفر۔ پانچوین ہچکی ہک ہک!! والی اندور کی ممتاز جاہی جوہی۔ چھٹی ہچکی ہک ہک!!- میر خیرپور کی ہوائی کا سناٹا۔ ساتوین ہچکی ہک ہک!! حیدر آباد دکن کا ناس پھل۔ آٹھوین ہچکی ہک ہک!! کانگریس کی سرسری اور پھوٹ۔ نوین ہچکی ہک ہک!! ہمارے شہر کے مشہور آتش نگار یعنے حضرت شرر کی موت جنکی قلمی چھچھوندرون نے بارہا چھو چھو چھو چھو کا تماشا دکھایا۔ دسوین ہچکی ہک ہک!! الغرض کہان تک عرض کرون ہک ہک ہک ہک!!! خدا نے ان حضرت سمندر منش ۱۹۲۶ء کی شعلہ ریزی سے نجات دی اب دم آخر ہے ہک ہک ہک ہک ہک ہک

لگا ہے تار ہچکی کا خبر مرنے کی آتی ہے

خس کم جہان پاک جاؤ میان ۱۹۲۶ء تم بھی خیر بڑے بلا کو ہو۔ اب نہ آنا۔ خدا تمہاری صورت پھر نہ دکھائے۔

راقم۔ افسردہ دل

اپنی اپنی سمجھ

اوستاد "عمر کس طرح معلوم کرتے ہو؟"

شاگرد "دانتون سے"

اوستاد "اور چوزون کی عمر؟"

شاگرد "وہ بھی دانتون سے"

اوستاد "چوزون کے دانت نہین ہوتے"

شاگرد "مگر چبانے والے کے تو ہوتے ہین"

اوستاد "کیا مچھلیان بہت جلد بڑھتی ہین میان؟"

شاگرد "ہان معلوم تو یہی ہوتا ہے۔ ابا نے عمر بھر مین ایک مچھلی پکڑی۔ بارہا اوسکا ذکر فرماتے ہین اور جب ذکر چھڑتا ہے اوسکا قد سوا بالشت بڑھ جاتا ہے"

بی بی "بس تو کرکھو اپنی محبت بندی جاتی ہے اپنے میکے"

شوہر "ارادہ بہت مبارک ہے۔ لو یہ روپے ٹکٹ لے لینا"

بی بی "(روپیہ گن کر) اوئی یہ تو ایک ہی طرف کا کرایہ ہے۔ واپسی کا کرایہ کہان ہے؟"

بی بی "پیارے جب میرے حسن کو زوال ہوگا۔ گالون کا آئینہ گلہوان ہو جائیگا۔ رخسارے پچک جائینگے دانت گھس جائینگے آنکھون کی رونق جاتی رہیگی تو کیا پھر بھی تم مجھے چاہو گے"

تیسرا شوہر "پیاری! یہ حالت میرے عہد مین تو ہوگی نہین۔ اوس وقت تک معلوم نہین کتنے شوہر تم بدل چکی ہوگی۔ جو خوش قسمت اوس وقت موجود ہوگا وہی اس سوال کا جواب دیگا"

مسافر۔ خانسامان تمہارے ہوٹل کا منیجر کہان گیا۔ اوسے بلاؤ۔ لاحول ولا قوۃ کیا بدمزہ کھانا ہے۔ جی متلا گیا۔

خانسامان "خداوندا منیجر صاحب اسیوجہ سے دوسرے ہوٹل مین ناشتہ کرنے گئے ہین۔"

"بچن"

مولانا پنچ کی نوٹ بک

جیتے جی اوس کے نہ کہتے مگر اب کہتے ہین
لذت غم نہ رہی غیر کے مرجانے سے

کوئی کہے "تمہاری چڑھ کیا ہے؟ مین کہون مرنا۔ اپنا مرنا اتنا برا نہین معلوم ہوتا بارہا مر کے دیکھا جتنا کسی شناسا کا مرگ۔ سقراط نے کیا اچھا مرتے سے کیا ڈرنا۔ اے قاضیو مین تمہارا شکر گزار ہون کہ تم مجھے ایسی جگہ بھیج رہے ہو جہان بڑے بڑے حکیم بڑے بڑے فلسفی میرے شناسا موجود ہین۔ یہ وہ لوگ ہین جنکے مرگ سے لطف حیوۃ نہ رہا۔ دنیا نگاہون کیلئے اجنبی ہوگئی"

اب دیکھئے مولوی عبد الحلیم صاحب شرر ہمارے شہر کے نامی گرامی مصنف ۳۰ دسمبر کو یکایک بلا انتظار انتقال فرما گئے۔ تخلص کی گرمی قلم کی برق کو روک نہ سکی اور افسانہ نگاری کے پالے مین اوس پڑگئی۔ کبھی کبھی ہمارے اوس کے گلفپ ہوجاتی تھی لوگون کی دل بستگی کا تھوڑا سامواد جمع ہو جاتا تھا وہ بھی نہ رہا۔

سابق اڈیٹر سے تو خیر لیکن حال کے مدیر اودھ پنچ اور حضرت شرر کے درمیان مروت ولطف کا سلسلہ کبھی قطع نہین ہوا۔ جب ملاقات ہوئی خوش طبعی شروع ہوگئی۔ اب امید ہے کہ منشی سجاد حسین مرحوم سے بھی صفائی ہو جائیگی۔ دفتر زندگی ختم۔ قلم کی لڑائی موقوف۔

کسی کے مرگ پر ہرگز نہ کیجیے دیدہ تر اے دل
بہت سارو دئے اون پر جو اس جینے پہ مرتے ہین

خاجی اور حاجی

سنتے ہین کہ حضرت خواجہ نے حاجی کے مقابلے پر شمشیر قلم سے جہاد موقوف کر دیا اور سال کے ختم پر یہ خبر ضرور قابل مسرت ہے۔ خواجہ خود تو نظام [illegible]

ہوگئے ہیں لیکن اپنے مریدوں اور مددگاروں سے یہ
بھی فرماتے ہیں کہ جائیو اب تم جانو تمہارا دم جلے
اسے ہوتیے تو مگر تا کھول ڈالا۔ دیکھو یار دغا کی جب
سے باز آؤ۔ اسلئے امید نہیں ہے آتش جنگ سرد ہو۔
اسوقت مصر کی پچاس خاتون مس ذکیہ سلیمان
ہندوستان میں ہیں اور عرب کی سنت باقیت
اختیار کرکے میدان جنگ میں بقول خواجہ شاہت
کا فوارہ چھوڑ رہیں تو شاید آتش کا فورن سینہ افسردہ
ہوجاتی۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ طرز مخفی جناح کا اب
کسقدر مضبوط ہے۔

ہمارے نزدیک تو اس جنگ میں خواجہ اور حاجی کچھ
برابر سرابر رہے اسماء والقاب بھی دونو برابر ہیں۔ کیا معنی
کہ حاجی حلقی اور خواجہ میں صرف نقطہ کا فرق ہے اور
دنیا کی بڑی جنگجو قوم ترک "خ" کی جگہ "ح" بولتی ہے
"خانم" کو "حانم" کہتے ہیں "خاتم" کہنا ہوگا تو "حاتم" کہینگے۔ عبرانی کی "ح" کو
برخلاف یہودیوں کے انگریز "خ" پڑھتے ہیں لہذا
"ح" اور "خ" جداجدا حرف نہیں ہیں۔ اب رہا واو معدولہ
تو یہ واو ملفوظی نہیں مکتوبی ہے۔ لہذا ساقط اللفظ
کسی شمار قطار میں نہیں۔ ہاں "جہ" اور "جی" کی
مساوات البتہ تشریح کی محتاج ہے۔ تو سنئے جناب
"جہ" میں امالہ کیا جائے۔ تو "جے" ہوگا فارسی لہجہ میں یائے
معروف و مجہول کا تلفظ ایک ہی ہے لہذا "جے" بہ تکلف
و تصنع "جی" شد۔ دیگر [illegible] فیما بین خواجہ و حاجی [illegible]۔

مقدس زنا

آپ کہینگے لاحول ولا قوۃ کس نامعقول لفظ کے ساتھ
"مقدس" کا انضمام کیا ہے اور مجھے اس پر بہت زبان
دراز بےلگام ہے۔ مگر یہ اعتراض منطقی نہیں ہے۔
بایں علت کہ مسلمان اور ہندو (آریہ) دونوں پر
اس سال یہ ضد سوار رہی کہ جہاں تک ممکن ہو ایک
دوسرے کی عورتیں بھگا لائے۔ پھر یہ بھی قید نہ تھی کہ
عورت شوہردار ہو یا بے شوہر۔ مطلب تو یہ تھا کہ جس طرح
بن پڑے ایک دفعہ قابو میں آجائے۔ اخباری کالموں
کی فائلیں اٹھا کے دیکھیے کتنے واقعات بھگانے اور
بھگا لیجانے کے اسی برس رونما ہوئے۔ شدھی اور تبلیغ
کے جادو ورا پر چلیں بجا گئے ہیں کر شاہد خاتون
پہلیا بائی ہوگئیں شوہر سے بچہ چھوڑ دیا۔ بچوں
میت آشرم میں وارد ہیں۔ پہلا دیجو لڑا
موہن بھرگ پر قناعت کی۔ پوڑھی [illegible]
کی قیمت بچا ت پائی۔ ساری میں اپنی گھلی بھر آتی
ہیں۔ پروسہ میں آگ لگ چکی۔ آزادی کے ساتھ
ہوا کھاتی ہیں۔ بامسماۃ جھلسیا بائی بنت [illegible]
صاحب کی دھرم پتنی تھیں۔ سوامی کے چرنوں سے
بیزار ہوئیں [illegible] کا جولا اتار پھینکی
کی بجگہ [illegible] بھی جامع مسجد بمبئی میں اور
جناب مولوی [illegible] کے سامنے کلمہ پڑھکے
از سر نو مسلمان ہوگئیں۔ جہاں تک ہمنے ان
معاملات پر غور کیا ہے ہم کہ سکتے ہیں کہ نہ شاہد
خاتون ہی اپنے اور دوسرے مذہب سے واقف
تھیں نہ جھلسیا بائی کے آئینہ دل میں کبھی توحید
اسلامی کا پرتو پڑا تھا۔ اس قسم کے سو میں نوے
واقعہ دل ناخواستہ مقدر بیاہ خاوند اور
گھر والوں کے مظالم مزاج کی ناموافقت یا
انتقام پر مبنی ہیں۔ اور اسی نوے فیصدی میں ایسی
عورتیں بھی شامل ہیں۔ جنکے سینہ میں شوہر اور
خاندان کی محبت کے عوض نفسانی خواہشوں کا بھوت
جسکا رام کرنا غالبا شوہر کی قدرت سے باہر تھا
جلوہ فگن تھا۔ تبدیل مذہب کا مقدس بہانہ ملا۔
ایک گروہ سے رشتہ ٹوٹا تو دوسرے گروہ سے جوڑ لیا
کہیں رسوائی ہوئی تو کہیں عزت ہوگئی۔ صرف
دو کلمہ کفر کے یا ایمان کے منہ سے نکالتے ہی تمام
مصیبتوں سے چھٹکارا مل گیا طلاق و لاق کا جھگڑا
نہیں۔ لہذا ہمیں جانب کے خیال سے زنا اہل مذہب
کے لیے ایک مقدس [illegible] اور ایسی شدھی
و تبلیغ مذہب کے حق میں ہرگز مفید نہیں۔ چار دن
بیشتر ایسے واقعات پر ہندو مسلمان دونو گروہ ان
جھگڑا لیتے تھے مگر آج قریب اسکا اظہار ہوتا ہے۔
حالانکہ اس پردے میں بجائے نفسانی جلوہ افروز
ہیں خیالات ایمانی کا کہیں گزر نہیں۔ ایسی باتیں
چوری چھپے ہوں تو اچھا ہے۔ پرانے شگون اپنی
[illegible] بات [illegible] تیج ہے
سچ اور [illegible]۔ لہذا حق تو [illegible]

مختصرات

مرزا کا مقولہ ہے تب ہمارا کم نقش جہاں پہلے دیا وہ تھا وہیں
نقش نگار بنا لگر اب وہ تماشا نہ ہے کہ [illegible]
[illegible] جامع مسجد [illegible] و مسجد نبوی کی
دیواروں پر جو طلائی گنبد [illegible] نقش تھے وہ گرا دئے جا رہے
ہیں۔ یہ مقولہ اب یوں بدلتے والا ہے کہ پہلے نقش نگار
جو دیوار گراؤ۔ حاجی ابراہیم فضل [illegible] کے ذریعے
[illegible] بیچے کیا کرتے ہیں۔

دیکھا آخر زمانہ [illegible] سنتے ہیں کہ نقاب
کی [illegible] عورتوں نے نہیں مردوں نے [illegible]
شروع کردیا جو [illegible] میں عورتوں نے بہایا تھا چنانچہ
ایک ترکی خاتون نے اپنے دولہا کو دیکھا نہ تھا یہ خبریں
سنتی تھی کہ دولہا بہت حسین ہے جوان ہے شراب و تمباکو
اور کسی چیز کا شوق نہیں مگر جب دولہا میاں کا سامنا
ہوا [illegible] نقاب [illegible] عمر قریب نوے برس کی تھی
نہ داڑھی نہ مونچھ بیچاری رونے لگی کہ ہائے اس [illegible]
[illegible] میں تو [illegible]
چونکہ آقا نے [illegible] کے پاس غلام خاص بھیجے حضرت والا
آپ کو [illegible] جائز ہے اور [illegible] ناجائز حق
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] لہذا بعض [illegible]
[illegible] خدمت بہ برکت حضرت [illegible]
و جناب ظفر علیخاں [illegible] ہیں اور [illegible]
کہ ہم غیر اسلامی [illegible] پسند نہیں کرتے آپ [illegible] اور [illegible]
[illegible] سبز گنبد [illegible] ہوئی تو [illegible]
شائع کیجائیگی اور [illegible] جواب معقول [illegible]
[illegible] ہمیشہ [illegible] موجود [illegible]
سب [illegible] سبز گنبد بھی موجود ہے آنکھیں [illegible]
ایران کی شاہی [illegible] سال [illegible]
[illegible] عورت [illegible] نہیں [illegible]

مرا در شب [illegible] خواب [illegible]
دلبر [illegible] بیدار [illegible] باز [illegible]

مایوس نہ ہو

اگرچہ اشتہاری ادویہ نے لوگوں کو بدظن کر دیا ہے مگر ہم آپ کو موقع دیتے ہیں کہ طلائے عجیب بطور نمونہ صرف ۵ یوم کے یے قیمتی پندرہ آنہ علاوہ محصول کے طلب فرمائیں کچھ عرصہ میں یہ حیرت انگیز طلا بلا آبلہ ڈالے ۔ ۔ ۔ خصوص کو قوی اور دراز کرکے خمی کجی لاغری سستی کوتاہی نیز ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے منحوس اثرات کو دور کرکے دوبارہ شباب کا لطف پیدا کر دے تو بقیہ ۱۶ یوم کے لیے طلا صرف دو روپیہ آٹھ آنہ میں طلب فرمائیں ۱۲ یوم تک پرہیز کریں خواہ حمل ہو مجبوری کرے پوری شیشی کے ہمراہ حبوب مقوی دافع جریان قیمتی ہے بالکل مفت روانہ ہوگا پوری شیشی ہر ۲۱ یوم سے محصول [illegible] زر خریدار ہوگا پوری شیشی کے خریدار سے بصورت عدم نفع واپسی قیمت اور دس سال کے اندر اثر زائل ہونے کی صورت میں دوبارہ مفت بھیجنے کا وعدہ۔

منیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو [illegible] بنگال میں لکھنؤ تک [illegible] کے امراض کیلیے خوش ذائقہ دوا ہے صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں قیمت ۱۰ ہر جگہ بکتا ہے۔

دو روغ کیسری بیٹے دار کو بلا جلن کے جڑ سے کھونے والی لاثانی دوا قیمت ۴ر

بال سدھا بچوں کی کمزوری کو دور کرکے بدن کو مضبوط فربہ اور بچہ تیار بنانے والی میٹھی دوا قیمت ۱۲ر

ڈاک خرچ علیحدہ لگے گا

اپنے شہر کے دوافروشوں سے طلب کرو۔

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب — بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ آمد رچند اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے یہاں کے سول ایجنٹ ایف مرزا اینڈ سنس کچہری لکھنؤ

بہرام کی گرفتاری

جس میں [illegible] کی عجیب سادہ مگر [illegible] امام اپنی سپہ [illegible] لکھنؤ کے مشہور مترجم [illegible] کی شہرت سے [illegible] بہ مقبول [illegible] بلکہ [illegible] ناول کو [illegible] کی کو کام [illegible] ہیں جس میں لطیف حیرت [illegible] بدلا [illegible] کلیشہ [illegible] قابل قدر [illegible] کرواضح کرتے ہوئے نہایت مفید [illegible] کتاب [illegible] نفیس بیش [illegible] نہایت خوبصورت [illegible] چار رنگوں سے چھاپا گیا ہے [illegible] حجم [illegible] قیمت [illegible]

منیجر اردو بک ایجنسی لکھنؤ سے طلب فرمائیے۔

مظلوم کربلا

[illegible] سید [illegible] حسین [illegible] مصنف [illegible] بغرض [illegible] تیار [illegible] اسلام [illegible] لکھنؤ [illegible] دنیائے اسلام کے سامنے پیش کیا [illegible] ۱۲۰ [illegible]

منیجر اردو بک ایجنسی لکھنؤ

LONDON لنڈن ڈائرکٹری DIRECTORY.

سالانہ شائع ہوتی ہے: پانچ زبانوں میں مقامی اور غیر ملکی کارخانوں اور تاجروں کا ذکر ہوتا ہے لنڈن اور انگلستان کے دیگر شہروں اور سلطنت انگلشیہ آئرلینڈ برطانیہ یورپ افریقہ امریکہ ایشیا آسٹریلیا وغیرہ کے مشہور تجارتی مرکزوں کے۔

کارخانوں اور سوداگروں: سے براہ راست خط و کتابت اور معاملہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ نام و پتہ مع دیگر تفصیلات کے تین ہزار سے زائد تجارتی عنوانات کے ماتحت دیئے گئے ہیں جن میں۔

باہر مال بھیجنے والے تاجر: جہاز پر جانیوالے مال کی تفصیلی اور کالونیل و بیرونجات کی بازاروں کی تشریح کے ساتھ۔

جہازوں کے راستے: مع بندرگاہوں اور روانگی جہاز کے متعلق دیگر تفصیلات کی تشریح کے موجود ہے جو کارخانے اپنے تعلقات وسیع کرنے چاہتے ہیں یا۔

ایجنسیوں کے خواہشمند: ہیں ان کا نام و پتہ ایک ضمیمہ میں مناسب عنوان کے ماتحت صرف۔

ایک پونڈ دس شلنگ: میں درج کر دیا جائیگا۔ اشتہار دیکھئے ۲ پونڈ فی صفحہ ہے جو صاحب ولایت سے تجارت کی دلچسپی رکھتے ہیں ان کے لئے یہ ڈائرکٹری بہت ہی گرانقدر ہے اور اس کی ایک جلد صرف ۲ پونڈ نقد آرڈر کے ہمراہ موصول ہونے پر بذریعہ پارسل روانہ ہوگی۔

لنڈن ڈائرکٹری کمپنی لمیٹڈ نمبر ۲۵ ابچرچ لین لنڈن ای سی ۴ انگلینڈ

نمونہ بازی

ایک بات ہے جسے نمونہ بازی کہتے ہیں عموماً لوگ دیسے اپنے اور دوا نے ہمارے برباد کرتے ہیں پرچہ دیکھ کے خاموش ہو رہتے ہیں یہ ہم سمجھتے ہیں کہ پسند آنا تو دوسری بات ہے بعض ایسے بھی [illegible] نہیں ہر پرچہ میں نئے مضامین ہوتے ہیں یہ ممکن ہے کہ یہ پرچہ آپ کے مذاق کے موافق نہ ہو لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ایک ششماہی کے خریدار بن جائیے اور حضرت اودھ پنچ کے علمی فیوض سے محض ایک نمبر دیکھ کے محروم نہ رہیے۔

آئندہ نمونہ بھیجا نہ جائے گا قیمت ششماہی تین روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کیجیے۔ وی پی نہ منگائیے بشرط پسند ۲ ہفتے کے اندر بقیہ مقدار بھیجدیجئے پر میعاد ششماہی کی توسیع سال بھر کیلئے کر دی جائیگی۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۔ ۷۸۳ ۔ اودھ بنی لکھنؤ

معارف النغمات

یعنی وہ بے نظیر کتاب جس میں ہندستانی گانے کی ایک گراموفون کی طرح سرگم کے نقطوں کی جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد لکھے ایک مشہور و معروف کتاب ہے اسکے حصہ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور ... جاتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جز و علمی اور عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ... ادبی کتاب کا۔

حصہ دوم

چھپ ہوا ہے حصہ دوم میں مصنف نے ہماری اس فن کے علم سینہ کو علم سفینہ بنایا ہے یعنی تان سین کے عہد سے زمانہ حال تک صدہا استادان فن کی گائکی اور ان کے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں ۔ لطف یہ کہ اگر آپ سرگم سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں ۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نازبھی آپکو اس کتاب میں ملے گا ۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

قیمت جلد اول للعہ قیمت جلد دوم ... محصول ڈاک ... [illegible]

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ